شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

بانی: حضرت اقدس مولانا
شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ السّعید
مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

دسمبر **2012**ء / محرم الحرام، صفر المظفر **1434**ھ – جلد نمبر **4**، شمارہ نمبر **12** – قیمت فی شمارہ: مبلغ **20** روپے – سالانہ ممبرشپ: مبلغ **180** روپے – تین سالہ ممبرشپ: مبلغ **400** روپے

حضرت اقدس مولانا

ارشادِ گرامی شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ

مسند نشین ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

فرمایا کہ: ’’انسان جتنا قوی ہو، اتنا ہی اس کی روحانی پرواز بھی بلند ہوتی ہے۔ یہ اَخلاق جو اپنے غلط رُخ کے باعث دوزخ میں لے جانے والے ہوتے ہیں، ان کا رُخ صحیح کر لیا جائے تو یہی جنت میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں۔ فرشتوں کو ترقی نہیں ہوتی، کیوں کہ وہ حیوانیت کی طرف نہیں لوٹائے گئے۔

اگر انسان سے خدا تعالیٰ بے حد پیار نہ کرتا تو اس کی فطرت میں دائمی راحت کی زندگی کی طلب نہ رکھتا اور اس کے لیے راستہ پیدا نہ کرتا، جو کہ اعمالِ صالح ہیں اور وہ جسدِ (جسم) انسانی کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ یہ خدا تعالیٰ کی مزید عنایت ہے کہ مقدرات سے پہنچی ہوئی ضعیفی اور بیماری کو بھی ثواب کا ذریعہ بنا دیا، مگر وہ اسی صورت میں ثواب بنتی ہیں، جب انسان کا رُخ درست ہو۔ اور (اعلیٰ اَخلاق کا) ملکہ تو بغیر (جسمانی) صحت کے پیدا نہیں ہوتا۔ اس ملکہ کی وجہ سے آئی ہوئی بیماری اور مصیبت کو بھی انسان کے لیے ثواب کا موجب ہو سکتی ہے۔‘‘

(مجلس 18 / محرم الحرام 1366ھ / 13 / دسمبر 1946ء، بروز جمعہ۔ مقام: ڈھڈیاں)
(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 38-37۔ طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور)

مجلس ادارت

صدرِ مجلس: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
مدیرِ اعلیٰ: مفتی عبدالخالق آزاد
مدیر: محمد عباس شاد

درسِ قرآن
سماجی تشکیل کے چار بنیادی اَخلاق و اقدار
درسِ حدیث
غیبت اور بہتان
اداریہ
آفتاب غروب ہوا.....چاندنی باقی ہے
خطبہ جمعۃ المبارک
سچے لوگوں کی اتباع ؛ کامیابی کی کلید
ارشادات
ارشادات حضرت رائے پوری رابعؒ
رفتارِ کار
حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے وصال پر تعزیتی اجلاسات اور پیغامات
تعزیتی مضامین
کچھ ایسی برق گری ہے.......!!
(حضرت) مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی یاد میں
مولانا سعید احمد رائے پوریؒ؛ حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا
تعزیتی تأثرات اور پیغامات
مولانا محمد ارشد اور مہتمم دارالعلوم دیوبند کا مکتوبِ گرامی
دینی مسائل
دینی حوالے سے آپ کے سوالات کے جوابات

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ رجسٹرڈ
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 9/A، سینٹر پوائنٹ سوسائٹی، بلاک نمبر 21
راشد منہاس روڈ، فیڈرل بی ایریا، کراچی
0092-21-36321616,36320707

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سیونتھ روڈ
سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
0092-51-4581357-58

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی
چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111 ,1st فلور، رائل اپارٹمنٹ
ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

درسِ قرآن

تشریح: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ

سماجی تشکیل کے چار بنیادی اَخلاق و اقدار

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (74:7-1)

(اے مدثر! اُٹھ! اور ڈرا۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر! اور اپنا لباس پاک رکھ۔ اور گندگی سے دور رہ۔ اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ زیادہ چاہے۔ اور اپنے رب پر صبر کر!)

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام "الماحی" بھی ہے، جس کے معنی خود حضرت نبی اکرمؐ نے بتائے ہیں کہ: یَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ (یعنی میرے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹائے گا)۔ چناں چہ لغوی طور پر دَثَّرَ کے معنی اَهْلَکَ، یعنی "ہلاک کرنا" ہیں، جو بالکل "الماحی" کے معنوں کے مترادف ہیں۔ پس "مُدَّثِّر" کے معنی ہیں: دنیائے انسانیت سے ہر قسم کا ظلم و جور مٹانے والا۔ قُمْ (اُٹھ!)۔ یعنی اے وہ کہ تو دنیائے انسانیت سے ہر قسم کا ظلم اور کفر مٹانے کا تہیہ اور پختہ عزم کیے ہوئے ہے، ہم سے ہدایت لے اور محنت سے کام کر اور جن لوگوں تک تیری آواز پہنچ سکتی ہے، ان کو انسانی انقلاب کا یہ پیام سُنا دے۔ اور ایسے لوگ تیار کر، جو یہ انقلابی تعلیم دوسرے لوگوں تک پہنچا دیں۔ فَاَنْذِرْ ۝ (اور ڈرا)۔ قسم قسم کے ظلموں کی وجہ سے انسانیت جس تباہی کے غار کی طرف جا رہی ہے اس سے لوگوں کو خبردار کر دے۔ وہ غافل ہیں اور بے خبر۔ اگر وہ بیدار نہ ہوئے تو وہ اپنے ظلموں کے آپ ہی شکار ہو جائیں گے۔

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ (اور اپنے پروردگار کی بڑائی بول)۔ صرف خداوند تعالیٰ کو بڑا مان! ہر جگہ اسی کی بادشاہی تسلیم کر۔ کوئی ایسی حکومت تسلیم نہ کر جو ایسے قانون کے ماتحت نہ ہو جو تمام انسانیت کے لیے یکساں ہو۔ جب تو لوگوں کے سامنے خدا کی ہمہ گیر پادشاہی کا اعلان کرے تو کسی سے نہ ڈر۔ یہ وہ روح ہے جو حنیفیت، انسانی سوسائٹی میں پیدا کرنا چاہتی ہے۔ حکمت ولی اللّٰہی میں اسے "خضوع" یا "اِخبات" کہتے ہیں۔ یہ "اِخبات إلی اللّٰہ" انسانیت کا ایک طبعی جذبہ ہے اور انسان کا ایک بنیادی خلق ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (اور اپنا لباس پاک رکھ۔) لباس پاک ہو اور اخلاق کی پاکیزگی میں مدد دینے والا ہو۔ لباس کی پاکیزگی بدن اور بیرونی ماحول کی پاکیزگی کو چاہتی ہے۔ بدن انسانی بعض چیزوں کو طبعاً نجاست میں تبدیل کر دیتا ہے، جیسے بول و براز۔ ان غلاظتوں سے نفرت کرنا بھی انسان کا طبعی خاصہ ہے۔ انسان ان نجاستوں سے پاک ہو کر ایک قسم کی فرحت اور انبساط اپنے نفس کے اندر پاتا ہے۔ اس احساس کا نام "طہارت" ہے، جو انسانیت کا ایک بنیادی خُلق ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (اور گندگی سے دور رہ) ظاہری پاکیزگی کے ساتھ باطنی پاکیزگی کا بھی خیال رکھ، اس ناپاکی سے بھی نفرت کر۔ پس انقلاب برپا کرنے والی پارٹی کے پروگرام کی تیسری مد یہ ہے کہ وہ غیر صالح نظام کی روح کو بھی قبول نہ کرے۔ اسے "سماحت" کہتے ہیں۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ (اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ زیادہ چاہیے۔) جب تو کسی پر احسان کرے تو اپنے حق سے زیادہ معاوضہ طلب نہ کر۔ یہ خُلق "عدالت" کے منافی ہے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (اور اپنے رب پر صبر کر)۔ ہر مصیبت کا استقلال کے ساتھ مقابلہ کرو اور کسی لالچ یا دھمکی میں نہ آوَ۔ اگر تمھیں دھمکیاں دیں تو خدا پر بھروسہ رکھ کر کام جاری رکھنا۔ اور اسی کوشش میں لگے رہنا کہ تمہارے رب کا قانون نافذ ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اخلاق اربعہ: "اِخبات"، "طہارت"، "سماحت" اور "عدالت" اختیار کرو، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

درسِ حدیث

تشریح: حضرت مولانا خواجہ عبدالحئی فاروقی رحمہ اللہ

غیبت اور بہتان

عنْ أبی هُریرةَ، أنّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه و سلّم قال:

"أ تدرون ما الغِیبةُ؟" قالوا: اللّٰهُ و رسولهُ أعلمُ. قال: "ذِکرُکَ أخاکَ بِما یکره." قیل: أفرأیت إن کان فی أخی ما أقول؟ قال: "إن کان فیه ما تقول، فقد اغتبتهُ. و إن لم یکن فیه ما تقول، فقد بهّتَه."

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم جانتے ہو! کہ غیبت کیا ہے؟" لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: "اپنے بھائی کی بابت ایسی بات کہنا، جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔" کسی نے کہا: کیا ارشاد ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہے، جو میں کہہ رہا ہوں؟ فرمایا: "اگر اس میں وہ بات موجود ہے، جو تو کہہ رہا ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہیں ہے، جو تو کہہ رہا ہے، تو تُو نے اس پر بہتان لگایا۔) (مشکوٰۃ شریف، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان، الفصل الاول)

اسلام جو معاشرے کا طریقہ انسان کو سکھانا چاہتا ہے، اس کی بنیاد آپس کی ہمدردی اور خیر خواہی پر ہے۔ اسلامی معاشرت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان کے لیے مل جل کر رہنا فطرت کا تقاضا ہے تو پھر مل جل کر رہنا ضرور اس کے فائدے کا موجب ہونا چاہیے۔ کیوں کہ فطرتِ سلیمہ کسی ایسی بات کا تقاضا نہیں کرتی، جو انسان کے لیے کسی طرح نقصان پہنچانے والی ہو۔ نقصان پہنچانے والی باتیں یا تو فطرت کے خلاف ہوتی ہیں یا پھر ان کو زبردستی انسان کی فطرت ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انسان کو اس کی فطرت کے خلاف چلنے کی ترغیب دینے والی یا غیر فطری چیزوں کو فطری ٹھہرانے والی جتنی باتیں ہیں، ان سب کو اسلام نے شیطانی باتیں قرار دیا ہے اور انسان کو ان سے چوکنا رہنے کی تاکید کی ہے۔

اگر معاشرے کو انسان کے لیے مفید بنانا ہے تو اس کا طریقہ فقط یہی ہوسکتا ہے کہ انسان دوسروں کے کام آئے اور ہر ایک کے پاس جو کچھ ہے، اس کے ذریعے سے دوسرے انسان کی بھلائی کی کوشش کے لیے ہر وقت حاضر رہے۔ زبان سے کسی کو بُرا بھلا کہنا اگر اس کے منہ پر ہے تو یہ اس سے لڑائی اور اس کے دل دکھانے کا سامان ہے۔ اور اگر اس کے پیٹھ پیچھے ہے تو یا اس کی غیبت ہے یا اس پر جھوٹا الزام لگانا ہے۔ اس حدیث میں دونوں باتوں کو بُرا کہا گیا ہے۔ غیبت تو یہ ہے کہ دوسرے کے عیب گنوائے جائیں اور اس کی ان باتوں کو ظاہر کیا جائے، جنھیں وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اس سے معاشرے کے مفاد سے متعلق کوئی غرض پوری نہیں ہوتی، بلکہ اسے اُلٹا نقصان پہنچتا ہے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ معاشرے کی غرض پوری نہ ہونے دینا، شیطانی کام ہے۔ معاشرہ تو اس لیے تھا کہ اس سے باہمی رنجشیں دور ہوں اور ایک دوسرے کو تکلیف اور کوفت سے بچایا جائے۔ اگر اس سے جھگڑے اور ایک دوسرے کی دل آزاری کا سامان پیدا ہونے لگے تو اس سے فطرتِ انسانی اور سماجی تقاضے کی تکمیل کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ فطرت سے ہٹانا یا اس کا مقصد پورا نہ ہونے دینا شیطانی کام نہیں تو اور کیا ہے؟ دین اسلام کی تعلیمات انسانی معاشرے کو ہر طرح کے شیطانی کاموں سے رُکے رہنے کی ہدایت دیتی ہیں۔

ہر وہ عمل، جو دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچانے، ان کی توہین و تذلیل کرنے اور ان کی سماجی حیثیت کو مجروح کرنے کا باعث بنے، نبوی تعلیمات میں اس سے روک دیا ہے۔ تاکہ سوسائٹی کے درمیان رنجشیں پیدا ہونے کے بجائے باہمی ہم آہنگی، برداشت اور رواداری پیدا ہو۔

اداریہ

آفتاب غروب ہوا.....چاندنی باقی ہے

اس سال کے رخصت ہونے میں چند ماہ باقی تھے کہ آفتابِ رُشد و ہدایت حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس اللہ سرہٗ السعید اس عالمِ فانی سے رخصت ہوگئے اور مقربین بارگاہِ الٰہی کے اعلیٰ مقام کی جانب رحلت فرما گئے۔ ایک ایسے دور میں، جب کہ امتِ مسلمہ بہت سے فتنوں میں گھری ہوئی ہے اور مظلوم انسانیت عالمی سامراج کے ظالمانہ نظام کے زیر تسلط سسک رہی ہے، دین اسلام کی سچی تعلیمات پر مبنی شعور و آگہی کی روشنی پھیلانے والے آفتابِ رشد و ہدایت کا اس دنیا سے رخصت ہو جانا، ملتِ اسلامیہ اور مظلوم انسانیت کے لیے بہت بڑا نقصانِ عظیم ہے۔

اس پُرفتن دور میں حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وجودِ مسعود کی وجہ سے نوجوانانِ ملت سلسلۂ ولی اللّٰہی کے بزرگانِ عالی مقام کے فیض سے دینی شعور و آگہی کا فیضان پا رہے تھے۔ اس خطے کے نوجوان، رُشد و ہدایت کے اس نیّرِ تاباں سے دین اسلام کے حرارت انگیز شعوری پیغام سے توانائی پا کر اپنی اجتماعی قوت کو مجتمع اور منظّم کر رہے تھے۔ ان کے پاک باز نفسِ قدسیہ سے دین اسلام کی سچی تعلیمات کے غلبے کا نظام قائم کرنے کی مہارت اور اس کا صحیح سلیقہ اور طریقہ سیکھ رہے تھے۔ عالمی سامراج کی مکر و فریب پر مبنی پُر پیچ سیاست کا شعوری تجزیہ کرنے اور اس کے تار و پود بکھیرنے کی آگہی پا رہے تھے۔ انقلابی زندگی بسر کرنے والے علمائے حق کے تسلسل سے وابستگی کا لازوال رشتہ قائم کر رہے تھے۔ شریعتِ مقدسہ کے احکام سے فقہی فہم و بصیرت حاصل کر رہے تھے۔ سیاسی، سماجی اور معاشی حقائق کھوجنے اور دینی رہنمائی کی روشنی میں ان شعبوں میں عملی کردار ادا کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کر رہے تھے۔ اس طرح آفتابِ رشد و ہدایت کی توانا اور روشن کرنیں نوجوانوں کے دل و دماغ کو منور کر رہی تھیں۔ ایسے وقت میں ہم سب متعلّقینِ سلسلۂ رائے پور کو غم کی حالت میں چھوڑ کر ہمارے مرشد و مربی و رہنما اپنے رب کے حضور جا پہنچے۔ آپؒ نے اس دنیا میں پختہ عزم و ارادے اور پوری فعالیت کے ساتھ دینی ذمہ داریوں کو بڑی جرأت و ہمت سے پورا کیا۔ اور اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کے حضور پوری طرح سرخرو ہو کر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ بڑی اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک تھے۔ آپؒ کے اعصاب مضبوط اور دل جرأت و ہمت سے بھرپور تھا۔ آپؒ نے مخالفتوں کی پرواہ کیے بغیر دین حق کے غلبے کی جدوجہد کو پوری طاقت و قوت سے پھیلایا اور مشکل حالات میں بھی دینی شعور کے سچے نظریے کے پھیلاؤ اور اس کی بقا کے لیے بڑا جان دار کردار ادا کیا ہے۔ گزشتہ صدی کا نصف آخر اس خطے کے مسلمانوں کے لیے بڑا فتنہ گر رہا ہے۔ اس دور میں سامراجی حکمت کاروں نے برصغیر پاک و ہند کی قوموں کے درمیان باہمی نفرت کا جو بیج بویا تھا، وہ ایک تن آور درخت کی صورت اختیار کر گیا۔ فرقہ وارانہ نفرت، متشدّدانہ ذہنیت، قتل و غارت گری اور بدامنی کے ایسے مظاہر سامنے آئے، جن سے انسانیت ہمیشہ شرماتی رہے گی۔ اس کے نتیجے میں خطے میں بسنے والے انسانوں کے اندر مایوسی، مرعوبیت، ذہنی پستی اور بے شعوری کی ایسی حالت طاری ہوئی، جس نے نوجوانوں کو براہِ راست متاثر کیا۔ اس کا نتیجہ خطے کی اقوام کے درمیان تقسیم در تقسیم اور باہمی منافرت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس طرح عالمی سامراجی مقاصد پورے ہوئے۔ ایسے ماحول میں حضرتِ اقدس رائے پوری رابعؒ نے بڑا کام یہ کیا کہ نوجوانوں کو بے شعوری، منفی سماجی رویوں، متشدّدانہ ذہنیت، استحصالی کردار، اور تقسیم انسانیت کی سوچ سے نکال کر دین اسلام کی پُرامن تعلیمات کے ساتھ جوڑ دیا۔ ان میں ایسا دینی شعور پیدا کر دیا، جو تقسیم پر مبنی سامراجی حکمتِ عملی کے اثرات؛ مایوسی، مرعوبیت اور ذہنی پستی سے نکال کر جرأت و ہمت، بلند حوصلگی اور انسانیت کی خدمت کی نئی اُمنگ کے ساتھ زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا کرتا ہے۔ بلاشبہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ایسا تجدیدی کارنامہ ہے، جس کے اثرات آنے والے دور میں انسانیت پر مرتب ہوتے رہیں گے۔ آئندہ آنے والی نوجوان نسل آپؒ کے شروع کیے ہوئے شعوری کام سے ہمیشہ رہنمائی لیتی رہے گی اور انسانی قلوب اس سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ قدس اللہ اسرارہم تک اپنے سلسلۂ عالیہ کے مشائخ کے فکر و عمل کے مطابق اس خطے کے انسانوں کے سامنے سیاسی، سماجی، معاشی اور روحانی ترقی کے صحیح دستور العمل کا تعارف کرایا ہے۔ آپؒ نے نوجوان نسل کو گمراہی کے راستوں سے بچا کر صحیح اور سیدھے راستے پر گامزن ہونے کا دینی شعور بخشا۔ مکر و فریب کی چادر اوڑھنے والے اسلام پسندوں کی بے شعوری کے ماحول سے نکال کر اکابر اولیاء اللہ کے سچے راستے پر ڈالا۔ انسانیت کا قتل عام کرنے والی طاغوتی قوتوں کے ظالمانہ نظام کی مرعوبیت سے نکال کر قومی اور ملّی تقاضوں کے شعوری ادراک پر مبنی حریت پسندانہ تحریک اور صحیح فکر و عمل کے ساتھ وابستہ کیا۔ یوں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ ولی اللّٰہیہ مجددیہ کے مشائخ کے سچے جانشین کے طور پر ان کے مشن کے فروغ کے لیے ہمہ جہتی جدوجہد اور کوشش کے بعد آپؒ نے اپنے ربّ کے حضور سرخرو ہو کر حاضری دی۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے وصال سے اگرچہ رُشد و ہدایت کا ایک آفتاب عالم تاب غروب ہو گیا، لیکن آپ کے عقلی شعور، قلبی بصیرت اور نفسی جرأت و ہمت نے ایسی جماعت تیار کر دی، جو چاند تاروں کے جھرمٹ کی صورت لیے ہوئے دینی شعور پر مبنی آگہی کی چاندنی کرۂ ارض پر بکھیر رہی ہے۔ یوں آپ کے فیضِ صحبت کا تسلسل جاری ہے۔ اس طرح آپؒ کا وجودِ مبارک اس شعر کا مصداق ہو کر اب بھی لوگوں کے قلوب پر اپنے شعوری اور روحانی فیضان کی پُرسکون چاندنی بکھیر رہا ہے ؎

میں وہ سورج ہوں ، نہ ڈوبے گی جس کی کوئی کرن
رات ہوگی تو چاند تاروں کی صورت بکھر جاؤں گا

آفتاب غروب ہو چکا، لیکن آپؒ کے وجودِ مبارک کی روشن کرنیں اپنے چاند تاروں کو روشنی دے کر کرۂ ارض پر شعور کی چاندنی بکھیر رہی ہیں۔ آپؒ کی تربیت یافتہ جماعت پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے مشائخ عالیہ کے مشن سے وابستہ ہے اور پوری طرح پُرعزم ہے کہ ان کے بتلائے ہوئے راستے پر چل کر انسانی ترقی کے لیے بہترین کردار ادا کرتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فیضان میں بڑی برکت رکھی ہے۔ اس سلسلۂ عالیہ کے مشائخ اربعہ نے جس بے نفسی، اخلاص، للّٰہیت اور جرأت و ہمت اور بلند نگاہی سے تعلیم و تربیت کے اس بلند مرتبت سلسلے کی بنیاد رکھی اور اسے پروان چڑھایا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج اس سلسلے کا فیضان ظاہری و باطنی طور پر اسی طرح جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں مزید برکت عطا فرمائیں اور ہمیں اس سلسلے کی قدر کرنے، اس کے ساتھ جڑے رہنے اور اس کی سچی تعلیمات سے وابستگی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب فرمائے۔

مدیر اعلیٰ

rahimia.org

سچے لوگوں کی اتباع ؛ کامیابی کی کلید

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت رائے پوری رابع و مسند نشینؒ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

(مؤرخہ 5/ اکتوبر 2012ء بمقام ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ، لاہور)

ضبط و تحریر: (مولانا) نفیس مبارک

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم، امّا بعد: قال اللّٰہ تبارک تعالٰی: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝ (9:129) صدق اللّٰہ مولانا العظیم

معزز دوستو! کتابِ مقدس قرآنِ حکیم نے مسلمانوں کو جہاں دیگر ہدایات و رہنمائی دی ہے، وہاں اس بات کا واضح حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو، اللہ کا ڈر پیدا کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔ سچائی کا ساتھ دینا اور سچوں کی صحبت اختیار کرنا، کتابِ مقدس قرآنِ حکیم کا واضح اور دوٹوک حکم ہے۔ قرآن نے جیسے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، دیگر عبادات کا حکم ہے، فرائض و احکامات دیے گئے ہیں، ان میں سے ایک اہم ترین حکم تقویٰ اور سچے لوگوں کی معیت ہے۔ یہ حکم ایسے ہی ہے جیسے نماز پڑھنے کا ایک حکم ہے، روزہ رکھنے کا ایک حکم ہے۔ سچوں کے دامن سے وابستہ ہونا، سچائی کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ سچائی اس کے بغیر آ ہی نہیں سکتی، جب تک سچوں کے ساتھ وابستہ نہ ہوا جائے۔

انسانی معاشرے کی تشکیل افراد کے باہمی تعلقات کی اساس پر ہوتی ہے اور باہمی تعلقات انسانوں کے درمیان معاملات، معاہدات کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔ یہ معاملات و معاہدات سچائی پر مشتمل بھی ہو سکتے ہیں اور جھوٹ پر بھی۔ جھوٹ کی بنیاد پر ہوں تو معاشرے زوال کا شکار ہوتے ہیں۔ سچائی اور حقائق کی بنیاد پر ہوں تو معاشرے ترقی کرتے ہیں۔ اب انسانی معاملات میں سچائی کیسے پیدا ہو۔ سماجی معاہدات میں ذمہ داریوں کا عنصر کیسے داخل ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے ذمہ دار افراد، جو سوسائٹی کے تقاضے سمجھتے ہوں، اس کی ضروریات کا ادراک رکھتے ہوں، انسانی احساسات کا ادراک کر سکتے ہوں، ان کی صحبت اختیار کی جائے۔ سچے لوگ وہی کہلاتے ہیں، جو دراصل اپنے جیسے انسانوں کے حقوق کی پاس داری کریں۔ انسانیت کی کامیابی کا ایک واضح نظریہ رکھیں۔ معاملات و معاہدات کو سچائی کی بنیاد پر قائم کرنے کی جدوجہد اور کوشش کریں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ولایت سچائی کے علاوہ کچھ نہیں۔ ولایت کسی خاص ظاہری انداز و اسلوب کو اختیار کرنے کا نام نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی رسومات یا ظاہری شکل و صورت کو اپنانے کا نام ہے۔ ولی وہ ہے، جو اللہ سے تعلق کی اساس پر اس کی رضا کے لیے انسانی خدمت کا نظریہ رکھتا ہو۔ انسانی ضروریات کا ادراک رکھتا ہو۔ سماجی تقاضوں کو سمجھتا ہو۔ اجتماعی ذمہ داریوں کا شعور رکھتے ہوئے رہنمائی دیتا ہو۔ اس کے لیے خواہ اسے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالنا پڑے، مشقتیں ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑیں، وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے پُرعزم ہو کر جدوجہد اور کوشش کرے۔ اس کے سامنے ایک واضح نظریۂ زندگی ہو۔ مقاصد و اہداف ہوں اور اُن مقاصد و اہداف کے حصول کے لیے جان تک بھی لڑا دے۔

یہ آیتِ مبارکہ اسی سیاق و سباق میں نازل ہوئی ہے۔ غزوۂ تبوک، جو مسلمانوں کے بین الاقوامی غلبے کی جنگ کا ایک اہم ترین حصہ ہے، اس موقع پر صحابہ کرامؓ اور مسلمان جماعت کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور سچوں کا ساتھ دیں۔ یعنی اپنی زندگی کے تمام افعال و اعمال و کردار میں انھیں ایک لمحے کے لیے بھی سچوں کی معیت سے الگ نہیں ہونا۔ اب تین بدری صحابی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور معیت میں ہیں۔ مخلص مسلمان ہیں۔ ساری زندگی جدوجہد اور کوشش میں گزری۔ لیکن غزوۂ تبوک کے اہم موقع پر اپنی کسی طبعی کمزوری اور کسی ضرورت کی وجہ سے اُس میں شریک نہیں ہو سکے۔ وہ بدری صحابی، جن کے بارے میں قرآنِ حکیم نے کہہ دیا کہ: ''اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔'' وہ کچھ دنوں کے لیے حضور کی معیت سے پیچھے رہ گئے۔ وہ اس غزوے میں شریک نہیں ہوئے تو اللہ نے چالیس پچاس دن تک ان کا سماجی مقاطعہ کروایا۔ جب توبہ قبول کی تو ساتھ ہی معیتِ رسول کا حکم دیا۔ اس کا مطلب یہ کہ اجتماعیت میں کسی قسم کا کوئی خلل برداشت نہیں کیا جائے گا۔ وقفہ نہیں ہے کہ آج سچوں کے ساتھ ہیں اور کل کہیں ادھر اُدھر چکر لگا آئے۔ آج سچائی کی حمایت کی ہے تو کل تھوڑا سا جھوٹوں کا ساتھ دے دیا یا سستی کا مظاہرہ کیا۔ اگلی آیت میں واضح کیا: ''شہری لوگ ہوں یا دیہاتی لوگ، کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نبی اکرمؐ کا حکم آ جانے کے بعد پیچھے رہے۔'' گویا کہ جماعت کی اجتماعیت میں انھیں سچوں کی معیت ہر حال میں اختیار کرنی ہے۔

> انبیا، صحابہ، مجددین اور اولیاء اللہ خدا پرستی اور انسان دوستی پر مبنی انھی دو مقاصد کے لیے اپنی پوری زندگی بسر کرتے رہے۔ کسی ولی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا سب سے اچھا اور بہترین ذریعہ اُن کے مشن اور نظریے کی اتباع ہے۔

یہی بات اللہ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمائی کہ: ''کیا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے یا شہید بھی کر دیے گئے، تو کیا تم ایڑیوں کے بل واپس لوٹ جاؤ گے۔'' اب چوں کہ رسولؐ دنیا میں نہیں رہے، اب رہنما ہمارے درمیان موجود نہیں تو ہمیں اب کیا کرنا ہے۔ ایسے موقع پر تو زیادہ ضرورت ہے کہ اُن کے قائم مقام بن کر اُن کے مشن اور نظریے کے لیے زیادہ توانائی اور زیادہ جدوجہد کے ساتھ کام کیا جائے۔ بھئی جب تک جماعت میں تربیت کا عمل چل رہا ہے اور رہنما موجود ہے، تو اُن کی سرپرستی، اُن کی نگرانی اور ان کی قوتِ قلبی کام کر رہی ہے۔ اور اگر وہ نہیں ہیں تو جو اُن کے متبعین ہیں، اُن پر لازمی ہے کہ وہ اُسی طرح اپنی جان لڑائیں، اُتنی ہی زیادہ تگ و دو، جدوجہد اور کوشش کریں، جتنی رہنما نے کی۔ اب حضورِ اقدسؐ نے جس طریقے سے تیئس سال مسلسل جدوجہد اور کوشش کی، آپؐ کی تربیت یافتہ جماعتِ صحابہؓ اُسی طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دشمن کے مقابلے پر ڈٹ گئی۔ اس طرح جدوجہد، کوشش اور قربانیوں کا نیا دور شروع ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانے میں اسی جماعت نے آپؐ کے لائے ہوئے دین اور برپا کی ہوئی تحریک کو بین الاقوامی سطح پر دنیا میں غالب کر دیا۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے واضح کیا ہے کہ صحابہؓ کا یہ کام دراصل نبیؐ کا ہی کام ہے۔ جیسے نبی اللہ کے مقاصد کو دنیا میں پورا کرنے کے لیے اللہ کے آلۂ کار اور جارحۂ الٰہیہ ہوتے ہیں، ایسے ہی نبی کی آلۂ کار اُن کی جماعت ہوتی ہے۔ جو انھی مقاصد و اہداف کے مطابق آگے کام کرتی ہے۔ پُرعزم اور حوصلہ مند، جرأت اور ہمت کے ساتھ کام کرنے والی جماعت ایسی ہی ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ پورے عزم و ہمت

کے ساتھ مسجدِ نبوی میں تشریف لائے۔ ظاہر ہے بہت بڑا غم ہے۔ نبی کا دنیا سے اُٹھ جانا پوری جماعت کے لیے بہت بڑے صدمے کا باعث ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ جیسا اولوالعزم انسان بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خاموشی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں آتے ہیں۔ حضور کے چہرۂ انور سے کپڑا اُٹھاتے ہیں اور ماتھے پر بوسا دیتے ہیں۔ چند قطرے آنسوؤں کے نیچے گر گئے۔ پھر پورے عزم و ہمت کے ساتھ باہر آتے ہیں اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ آؤ اِدھر۔ لوگ غم کی حالت میں ہیں، لیکن جیسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ منبر رسول پر نمودار ہوتے ہیں، آہستہ آہستہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے خطبہ دیا۔ یہ آیتِ مبارکہ پڑھی کہ: ''کیا اگر رسول دنیا سے چلے جائیں، فوت ہو جائیں، یا شہید کر دیے جائیں، تو تم ایڑیوں کے بل واپس لوٹ جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو اس موقع پر پیچھے ہٹ گیا، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔'' اس طرح قرآن نے واضح کر دیا کہ رہنما کے چلے جانے کے بعد اُس کے نظریے سے منحرف ہونے والے لوگ خود اپنا نقصان کریں گے۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے جماعت کو تسلی دی۔ نظریے کی پختگی، اس پر صبر و انضباط، نبی کے مشن کو زندہ کرنے کی جدوجہد اور کوشش، صحابہ کے قلوب میں بٹھائی۔

> حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید ایک ولی کامل تھے کہ انھوں نے پوری زندگی انبیا اور اولیا کی اتباع میں ایک نظریے اور مشن کے تحت بسر کی۔ ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اُن کے نقش قدم پر چلنا اور ان کے مقصدِ زندگی اور نظریے کی اتباع کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے حضرت اسامہ ابن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر دشمن کے مقابلے پر جانے کے لیے ترتیب دیا تھا، اکثر صحابہؓ اس لشکر کا حصہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ: بس! حضور کی تجہیز و تکفین ہو چکی۔ اس کے بعد حضور کا مشن ہے۔ جو لشکر حضور تیار کر چکے تھے، اس میں تمام لوگ جہاد کے لیے نکلیں۔ لوگوں نے کہا بھی کہ: آپؐ کے وصال کے بعد مدینے کی حفاظت کے لیے یہاں فوج رکھنے کی ضرورت ہے۔ ساری فوج کو دشمن کے مقابلے پر بھیجنا درست نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ: نہیں! جو آخری حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم دے کر جا چکے ہیں، ہمیں اُسے مکمل کرنا ہے۔ جو لشکر کا حصہ ہیں، وہ سب جائیں۔ بے شک مدینہ خالی ہو جائے، کیوں کہ مشن اصل ہے۔ محض عمارتوں کا تحفظ، بلڈنگوں کی حفاظت، محض آبادیوں کی حفاظت اتنی اہمیت نہیں رکھتی۔ اصل ہدف تو ان مقاصد کو پورا کرنا ہے، جس کے لیے نبی نے یہ لشکر ترتیب دیا تھا۔ لہٰذا تمام لوگوں کو، جنھیں حضور نے اس لشکر میں مرتب کیا تھا، سب کو روانہ کیا۔ اس طرح کام میں وقفہ نہیں آنے دیا۔

انبیاؑ اور ان کے جانشین دراصل اُن مقاصد و اہداف کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے آتے ہیں، جو اللہ کو ان سے مطلوب و مقصود ہوتا ہے۔ افراد آتے رہتے ہیں اور جاتے رہتے ہیں، جماعت اور اس کی اجتماعی طاقت و قوت آگے بڑھتی رہتی ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: یہ اجتماعیت نہ صرف اس دنیا کے اندر ہے، بلکہ آسمانوں پر بھی ہوتی ہے۔ قرآنِ حکیم میں ''ملاءِ اعلیٰ'' کے عنوان سے فرشتوں کے جس اجتماع کا تذکرہ آیا ہے، اس کے اندر بھی ارتقا جاری ہے۔ یہاں سے جو انبیا، صدیقین، شہدا، جنھوں نے ساری زندگی دنیا میں انسانیت کے لیے کام کیا، ان کی ارواح اوپر جاتی ہیں اور اُسی ''ملاءِ اعلیٰ'' کا حصہ بنتی ہیں۔ اور وہاں بھی ترقیات کا عمل آگے بڑھتا ہے۔ ایک فرد آگے جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ پر قائم مقام ہو جاتا ہے۔ حضورؐ نے ایک جہاد میں لشکر بھیجا۔ ایک فرد کو امیر مقرر کیا۔ فرمایا: یہ شہید ہو جائے تو وہ جھنڈا اٹھائے، یہ شہید ہو جائے تو فلاں اٹھائے، یہ شہید ہو جائے تو فلاں اٹھائے، پانچ چھ امرا کی ترتیب بیان کی اور ایسے ہی ہوا۔ جیسے یہاں جماعت کی اجتماعیت کا تسلسل ہوتا ہے، ایک فرد اس دنیا میں اپنے مطلوبہ فرائض پورے کر کے آگے چلا جاتا ہے اور اُن کی جگہ پر دیگر افراد آ جاتے ہیں۔ ایسے ہی وہ افراد جو آگے چلے جاتے ہیں، ملاءِ اعلیٰ کے اندر اُن کا اجتماع آنے والے افراد کو جذب کرتا رہتا ہے اور آگے ترقیات حاصل کرنے والے لوگ آگے جاتے رہتے ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ بھی دراصل ایک اجتماع ہے۔ وہاں اولوالعزم فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور مقربین بارگاہِ الٰہی کی ارواح موجود ہوتی ہیں اور وہاں بھی وہ یہی کام کرتے ہیں۔

قرآنِ حکیم نے ملاءِ اعلیٰ کے انھی فرشتوں اور مقربین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کے اِردگرد ہیں، اُن کے دو کام ہیں: ایک یہ کہ وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوئے خدا پرستی کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں۔ ہر وقت اُس کی تسبیح میں مصروف ہیں۔ تسبیح کیا ہے؟ اللہ کی ہیبت و جلال، اس کی عظمت، اس کی توحید و وحدانیت کا دل و دماغ پر اس طریقے سے مسلط ہو جانا کہ غیر خدا کا کوئی تصور دل و دماغ میں نہ رہے۔ یہ توحید کا اعلیٰ مقام ہے۔ تو ''ملاءِ اعلیٰ'' کے لوگ اللہ کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں۔ پہلا کام خدا پرستی کا اعلیٰ ترین جذبہ ہے۔ اور دوسرا وہ یہ کام کرتے ہیں کہ انسانوں میں سے جو بھی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، اس کی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ ''اے ہمارے ربّ! تو نے اپنی رحمت اور علم کی وسعت ہر چیز پر فرمائی ہے۔ اس لیے تیرے راستے پر چلنے والوں اور توبہ کرنے والوں کو معاف فرما اور جہنم کی آگ سے بچا۔'' (07:40)

صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ: دنیا میں انسانوں کی سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ انسان اپنے فکر و عمل، اپنے قلب و دماغ سے انسانوں کی فلاح و بہبود کی فکر میں جدوجہد اور کوشش کرے۔ اس سے بڑی اور کوئی عبادت نہیں۔ یہ فرشتوں کی عبادت ہے۔ کہ وہ ہر وقت انسانیت کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ اُن کو کامیاب بنانے کا جذبہ۔ اُن کی لغزشوں اور کوتاہیوں کے بارے میں اللہ سے معافی مانگنے کا جذبہ اُن میں موجود ہوتا ہے۔ ولایت انسانوں کی خیر خواہی کے جذبے کا دوسرا نام ہے۔ یہ انسانوں میں خدا پرستی اور انسان دوستی کا جذبہ بیدار کرنا ہے۔ دنیا میں رہ کر جو انسان اُس فرشتوں والے کام کو سیکھ لیتا ہے، وہی ولایت حاصل کر کے آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ یہ جو طریقت و تربیت کے سلسلے ہیں، ان کا مقصد بھی یہ ہے کہ وہ کام سیکھ لیا جائے، جو فرشتوں والا ہے کہ انسانیت کی فلاح اور بہبود، اس کی کامیابی کی فکر، اُس کو ظلم سے نجات دلانے، کفر و شرک کے گڑھوں سے نکالنے، اللہ کے ساتھ جوڑنے، اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا کام کیا جائے۔ جو کام فرشتوں کا ہے، اُسے سیکھ لیا جائے۔ اور اتنا سیکھا جائے، اتنا سیکھا جائے کہ پوری زندگی اس پر لگا دے۔ پچاس ساٹھ سال یا جتنے بھی زندگی کے سال ہیں۔ یقیناً ایسا فرد، جنھوں نے نوے سال دنیا میں اسی کام میں صَرف کیے، اُن کی تو عادت بن گئی، اُس کے بغیر تو وہ رہ نہیں سکتے۔ ہم دنیا میں کوئی کام کرتے ہیں تو اس میں اتنی مہارت ایسی بڑھتی چلی جاتی ہے کہ اُس کے خلاف ہم کر ہی نہیں سکتے، عادت بن جاتی ہے۔

rahimia.org

ایک ولی، جس کا دن رات کا اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، تمام ایک ہی نظریے اور مقصد کے لیے ہے۔ کیا اس کی عادت نہیں بنی۔ اور کیا مرنے کے بعد اس کی عادت ختم ہو جائے گی؟ نہیں! زندگی کا اگلا دور شروع ہوا۔ وہاں بھی وہ اُسی کام میں منہمک ہیں۔

بات یہ ہے کہ انسان اور خاص طور پر مسلمان کو اپنی زندگی میں ایک نظریہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ مسلمانوں کی دو بڑی بنیادی ذمہ داریاں ہیں: خداپرستی اور انسان دوستی۔ اللہ سے سچا تعلق اور اس تعلق میں کوئی شرک، کوئی بدعت، کوئی کسی قسم کی گمراہی، کسی قسم کا کفر برداشت نہ ہو۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کی توحید کا غلبہ، اس کے دل و دماغ پر اتنا مستولی ہو کہ باقی تمام ماسوا اللہ اُس کے دل و دماغ سے نکل جائے۔ یہ نہیں کہ باقی مخلوقات و کائنات کا انکار کر دیا جائے۔ کائنات موجود ہے، لیکن اللہ کے حکم سے اُس کائنات کے اندر زندگی بسر کرنے کا جذبہ بیدار ہو۔ اور دوسرے یہ کہ جو مخلوق ہے، اُس کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کا جذبہ ہو۔ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اس کنبے کی فکر کی جائے کہ کوئی ظالم بھیڑیا، کوئی طاغوتی سرکش، کوئی ظالم طاقت اُن انسانوں کے حقوق کو خراب نہ کرے۔ اس کی مزاحمت کرنا، اس کے مقابلے پر آنا، یہ اسلام کا دوسرا بڑا بنیادی تقاضا ہے۔ انبیا، صحابہ، مجددین اور اولیاء اللہ خداپرستی اور انسان دوستی پر مبنی انھی دو مقاصد کے لیے اپنی پوری زندگی بسر کرتے رہے۔ کسی ولی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا سب سے اچھا اور بہترین ذریعہ اُن کے مشن اور نظریے کی اتباع ہے۔ اپنی اپنی صلاحیت واستعداد کے مطابق جدوجہد اور کوشش کی جائے۔ صلاحیت سے زیادہ کی تو بات ہی نہیں۔ اپنی اپنی صلاحیت واستعداد، اپنے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے کردار ادا کریں۔ یہی دراصل کامیابی ہے۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید ایک ولی کامل تھے کہ انھوں نے پوری زندگی انبیا اور اولیا کی اتباع میں ایک نظریے اور مشن کے تحت بسر کی۔ ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اُن کے نقش قدم پر چلنا اور ان کے مقصدِ زندگی اور نظریے کی اتباع کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں سچے لوگوں کی معیت، اُن کی صحبت، اُن کے بتلائے ہوئے راستے پیش نظر رکھنے اور اس کے مطابق جدوجہد اور کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اہم اعلان

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے تمام متوسلین اور متعلقین سے یہ التماس ہے کہ جن احباب کے پاس حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط یا کوئی تحریر اور آٹوگراف یا حضرتؒ کی تقریر کی آڈیو یا ویڈیو ریکارڈنگ موجود ہو، اس کی فوٹو کاپی یا اصل اور کیسٹس یا سی ڈیز وغیرہ مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''رحیمیہ'' کے نام ارسال فرمائیں، تا کہ انھیں ایک جگہ محفوظ کر کے مرتب کیا جا سکے۔ اسی طرح احباب سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنے تأثرات اور یادوں پر مشتمل مضامین اور تحریرات لکھ کر ارسال کریں، تا کہ ماہنامہ ''رحیمیہ'' میں انھیں شائع کیا جا سکے۔ اسی طرح جو صاحبان اس حوالے سے تحقیقی مضامین، مقالہ جات تحریر کریں، وہ بھی جلد از جلد لکھ کر ارسال فرمائیں، تا کہ سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' میں انھیں شائع کیا جا سکے۔ امید ہے کہ قارئین حضرت اقدسؒ کے خطوط، تحریرات، مضامین اور مقالات ارسال فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔ (مدیر)

ارشادات

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید
مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مرسلہ: حضرت مولانا قاضی محمد یوسف صاحب مدظلہٗ العالی (حسن ابدال)

1۔ فرمایا: ''غفلت سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ کیوں کہ مشن کا سب سے بڑا دشمن ''غفلت'' کا پیدا ہونا ہے، جس کے خاتمے کے لیے عمل اور تحریک پیدا کی جاتی ہے۔'' (عزم نمبر 38، جولائی 1981)

2۔ فرمایا: ''یاد رکھیے! علم عمل سے ہی بڑھتا ہے۔ عملی جدوجہد کو شامل کرنے سے ہی علم انقلاب کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ محض الفاظ کا علم کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ محض تمنا اور دعا اس وقت دھوکہ بن جائے گی، جب ہم اپنے عمل کو اس میں شامل نہیں کریں گے۔'' (حوالہ بالا)

3۔ فرمایا: ''نوجوان سب سے بڑی قوت ہیں۔ ان سے اغماض (چشم پوشی) کرنا قومی خودکشی کے مترادف ہے۔'' (عزم فروری 1982ء)

4۔ فرمایا: ''دین کو غالب کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہے اور اس غلبے سے مراد دین کی حکومت قائم کرنا ہے تا کہ عدل قائم ہو۔ دین کی حکومت سے مراد اسلام کی حکومت ہے۔ صرف مسلمانوں کی حکومت مراد نہیں ہے۔ جس کے مقاصد ہیں کہ کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ ہو۔ تمام انسانوں کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آئیں۔ اور تمام انسانوں کی بحیثیت انسان عزت قائم ہو۔'' (خطاب حضرت مارچ 2002ء، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، عزیمت سیریز نمبر 5)

5۔ فرمایا: ''دین حق میں انسان کے لیے دو طرح کی تعلیمات ہیں: (۱) ایک وہ تعلیمات ہیں جو حقوق اللہ کہلاتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننا یعنی اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ صرف اسی کی اتباع کرنا۔ اس کے مقابلے میں نہ اپنی خواہشات کی اتباع کرے اور نہ ہی دین حق کے خلاف کسی اور نظام کی بات مانے۔ (۲) دین کا دوسرا حصہ انسانوں کے حقوق سے متعلق ہے۔ تمام انسانوں کے حقوق ادا کرنا، خود کو ظلم سے بچانا اور دوسروں کے حقوق ادا کرنا دینی اَخلاق کا بنیادی تقاضا ہے۔ ہمارا دین ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔''

6۔ فرمایا: ''علم کی وجہ سے انسان کو فرشتوں کے مقابلے میں خلافت ملی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے انسان کو علم دیا ہے۔ ایک علم وہ ہے جو انسان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو ترقی دیتا ہے۔ اور دوسرا علم وہ ہے جو کائنات کے متعلق سائنسی علوم ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کتنی نعمتیں: زمین، دریاؤں، سمندروں میں اور پوری کائنات میں انسان کے لیے رکھی ہیں، تا کہ وہ ان سے فائدہ اُٹھائے۔'' (حوالہ بالا)

7۔ فرمایا: ''آج ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں۔ ہر شخص انفرادیت میں نشوونما پا رہا ہے۔ مال کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ ظلم کا بول بالا ہے۔ عدل مفقود ہے۔ سچائی مغلوب ہے۔ جھوٹ کی فراوانی ہے۔ امانت داری نہیں۔ بددیانتی کا راج ہے۔ بخل ہے۔ سخاوت ختم ہے۔ گویا سوسائٹی باطنی اَخلاق سے خالی ہے۔ (گویا یہ سوسائٹی کا مکمل زوال ہے) (حوالہ بالا)

8۔ فرمایا: ''اسلام میں عقیدے کی بنا پر نفرت کی اجازت نہیں ہے، بلکہ نفرت ظالم سے ہونی چاہیے، اسلام مظلوم کی حمایت کرتا ہے، مظلوم کا تعلق چاہے کسی بھی مذہب سے ہو۔''

9۔ فرمایا: ''آج پروپیگنڈے کے زور سے علمائے حق کی مسلسل محنتوں کو روک کر اسلام کے نام پر بھی ایسی جماعتیں پیدا کی گئی ہیں جن کو یہود و نصاریٰ اور سامراج کی سرپرستی حاصل ہے اور مذہب کے نام پر ایسا ظلم پیدا کیا گیا جو اہل حق سے عوام کو کاٹ رہا ہے۔''

رفتارِ کار .....

رپورٹ: انیس احمد سجاد

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے وصال پر تعزیتی اجلاسات اور پیغامات

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کے وِصال پر پاکستان اور بیرونِ ملک بہت سے مقامات پر تعزیتی اجلاسات منعقد ہوئے۔ اور آپؒ کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآنِ حکیم کی تلاوت اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) مین کیمپس لاہور اور اس کے تمام ذیلی کیمپسز میں احباب نے آپؒ کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی اور تعزیتی حوالے سے اجلاسات منعقد کیے۔ اسی طرح ملک بھر کے تقریباً تمام اہم شہروں میں بھی آپؒ کی خدمات کے حوالے سے تعزیتی اجلاسات منعقد ہوئے، جن میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے وابستگان اور آپؒ کے متعلقین نے حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی خدمات پر روشنی ڈالی اور آپؒ کی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ خاص طور پر لاہور کے بعد کراچی شہر میں ایک بڑا تعزیتی اجلاس ہوا، جس میں احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس اجلاس میں صدر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) اور حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے مجاز حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن مدظلہٗ العالی نے خصوصی خطاب کیا اور آپؒ کی جدوجہد اور کاوشوں پر روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں جناب ڈاکٹر سید لیاقت علی شاہ معصومی مجاز حضرت رائے پوری، مولانا محمد عبداللہ عابد سندھی مجاز حضرت رائے پوری، جناب انجینئر آفتاب احمد عباسی اور دیگر تمام سینئر احباب نے شرکت کی اور خطابات فرمائے۔ اجلاس کے اختتام پر آپؒ کے بلندیٔ درجات کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔ نیز صوبہ سندھ کے دیگر شہروں میں بھی تعزیتی پروگرامز منعقد ہوئے۔ اسی طرح صوبہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں تعزیتی اجلاسات منعقد ہوئے۔ نیز صوبہ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کے اہم شہروں کوئٹہ، پشین وغیرہ میں تعزیتی پروگرامز ہوئے۔ جن میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی خدمات پر مقررین نے خطابات فرمائے۔ ایصالِ ثواب کے لیے قرآنی خوانی اور دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ الغرض ملک بھر میں اسی طرح بڑے تعزیتی اجتماعات منعقد ہوئے۔

بیرونِ ملک بھی تعزیتی اجلاسات کا سلسلہ جاری رہا۔ چناں چہ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے وصال کی اطلاع پر قصبہ رائے پور ضلع سہارن پور (انڈیا) میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے ہزاروں متعلقین کا ایک بڑا اِجتماع ہوا۔ جس میں حضرتؒ کے مجازین حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد، حضرت مولانا محمد اختر صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ ضلع سہارن پور، حضرت مولانا محمد عارف حسن ضلعی صدر جمعیت علمائے ہند ضلع سہارن پور، جناب قاری شوکت علی مجاز حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسار پوری اور مفتی محمد عامر سعید رائے پوری استاذ مدرسہ فیض ہدایت رائے پور ضلع سہارن پور نے تعزیتی خطابات کیے اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بیان کیے اور آپؒ کی عظیم جدوجہد اور کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے ہزاروں متعلقین نے انتہائی غم زدہ ماحول میں آپؒ کے ایصالِ ثواب کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے وصال کی اطلاع پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب کے حکم پر دیوبند کی تمام مساجد میں اعلانات کیے گئے اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور مرکزی جامع مسجد سہارن پور میں اعلانات کے ساتھ ساتھ قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور آپؒ کے ایصالِ ثواب کے لیے خصوصی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند نے ایک تعزیتی مکتوبِ گرامی بھی حضرتِ اقدس رائے پوری رابعؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کے نام ارسال کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نے بھی فون پر ان سے تعزیت کی۔ نیز کاندھلہ میں بھی ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح دہلی میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے تعلق رکھنے والے متوسلین نے کئی مساجد میں ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ چناں چہ نواب والی مسجد قریش نگر صدر بازار دہلی، مسجد نئی بستی، مسجد باڑہ ہندوراؤ وغیرہ میں بھی مجالس ہائے ذکر کے بعد حضرت اقدس کے لیے ایصالِ ثواب کیا گیا اور خصوصی دعائیں کی گئیں۔ نیز میوات کے اہم شہروں اور قصبوں میں بھی حضرت کے لیے ایصالِ ثواب اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ ہندوستان کے صوبہ کیرالہ میں شافعی مسلک کے امام مولانا زین العابدین نے جامع مسجد پناہ گڑھ کوچن ضلع اناکلم میں نمازِ جمعہ کے بعد حضرت اقدسؒ کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی اور خصوصی دعا کی۔ نمازِ جنازہ سے پہلے انھوں نے حضرت کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: ”برعظیم پاک و ہند کی عظیم خانقاہ رحیمیہ کے سجادہ نشین، امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور امام عبیداللہ سندھیؒ کے فکر و فلسفے کے وارث حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ انتقال فرما گئے ہیں۔ اللہ اُن کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔“

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے وصال پر تعزیت کے لیے ادارہ رحیمیہ لاہور میں آنے والے احباب کا سلسلہ جاری ہے۔ چناں چہ ہندوستان سے تعزیت کے لیے آنے والوں میں حضرات مولانا محمد الیاس میواتی مجاز حضرت اقدس رائے پوری، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد و مجاز حضرت اقدس رائے پوریؒ، حضرت مولانا بشیر احمد امینی شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ میوات، حاجی محمد ہارون صاحب میواتی، حافظ محمد اسلام دیوبندی، حضرت مولانا محمد سعد بن مولانا فضل الرحمٰن دہلوی مہتمم مدرسہ عبدالمنان وسنت وہار دہلی اور ان کے برادرِ اصغر مولانا محمد سعود صاحب ناظم مدرسہ عبدالمنان وسنت وہار دہلی شامل ہیں۔ ان حضرت نے ادارہ میں قیام کیا اور پاکستان میں حضرتؒ کے خلفا اور جانشین سے تعزیت کی اور ایصالِ ثواب کا اہتمام جاری رکھا۔ اسی طرح پاکستان بھر سے بھی ادارہ رحیمیہ لاہور میں علما و مشائخ اور احباب کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک تعزیت کے لیے آنے والوں میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے پوتے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی بن مولانا انیس الرحمٰن مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ خالصہ کالج مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی (کہروڑپکا) امیر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت و رُکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا سید محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور و مدیر ”انوارِ مدینہ“ لاہور، حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی امیر جمعیت علمائے اسلام صوبہ پنجاب، حضرت مولانا اعجاز رسول صاحب فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال و سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ سلطان باہو لاہور شامل ہیں۔ نیز حضرت اقدسؒ کے جانشین سے فون پر تعزیت کرنے والوں میں حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی صدر شریعت کونسل پاکستان، حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی صدر اہل سنت والجماعت (پاکستان) جھنگ، جناب عبداللطیف خالد چیمہ سیکرٹری جنرل مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور دیگر بے شمار احباب شامل ہیں۔

حضرت اقدسؒ کے جانشین حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر خلفا و مجازین نیز ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کی مجلس منتظمہ تعزیت کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جن حضرات نے بھی حضرت اقدس رائے پوی رابعؒ کے لیے ایصالِ ثواب اور بلندیٔ درجات کی دعائیں کی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ اچھا اجر عطا فرما کر دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے قبول فرمائے اور اپنی رضا و محبت نصیب فرمائے۔ آمین

کچھ ایسی برق گری ہے......!!

حافظ محمد طاہر

واحسرتا! ویا اسفا! آج ہم سب یتیم ہوگئے۔ ہمارے مرشد و مربی، خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے چوتھے مسند نشین حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ مؤرخہ 08/ ذی قعدہ 1433ھ مطابق 26/ ستمبر 2012ء، بروز بدھ کو صبح 9:35 بجے اس دارِ فانی سے کوچ فرماگئے۔ إنّا لِلّٰه و إنّا إليه راجعون!

برعظیم کے کروڑوں مسلمان اور ایشیا و افریقا کے علاوہ اربوں بندگانِ خدا اس عظیم مشفق، محسن سے محروم ہوگئے، جس نے صدیوں کی غلامی اور بے شعوری کا شکار ایشیائی اور افریقی اقوام بالخصوص مسلم نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس ولی اللّٰہی سلسلے کے اکابرین بالخصوص حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے اُن اعلیٰ اَفکار، اَخلاق اور کردار کو مشعلِ راہ بنایا، جو اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ صحابہؓ کی سچی تصویر پیش کرتے ہیں۔ آج وہ ہزاروں، لاکھوں نوجوان اپنے روحانی باپ کے سائے سے محروم ہوگئے، جو ان کی ظاہری کمزوریوں اور سماجی دباؤ کے تحت اختیار کردہ رویوں سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے ان کے دلوں میں چھپے ایمان اور سچائی کو طاقت ور بنا کر انھیں شعور اور اَخلاق و اخلاص کی نعمتوں سے مالا مال کر دیتا تھا۔

روحانی و علمی ادعاء و اذعان کے اس دور میں جب کہ روحانیت بھی اشتہاری ہو چکی ہے اور تمام تر باطنی اور روحانی امور، کاروباری اور جاہ و حشم کے حصول کا ذریعہ بنا لیے گئے ہیں، یہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، جنھوں نے مقبولیت اور دنیا پرستی کے راستے کو چھوڑ کر اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کی پیروی میں امتِ مرحومہ کے نوجوانوں کو سچے دین کی طرف متوجہ فرمایا۔ آپؒ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت، شاہ محمد اسحاق دہلوی، سید احمد شہیدؒ، شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی جدوجہد اور قربانی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تجدیدی محنت، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے تدبر و فراست، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی شعوری اجتماعیت اور حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی شعوری روحانیت کے امین تھے۔ چناں چہ انھی حضرات کے نقشِ قدم پر آپ کے تربیت یافتہ نوجوان علما، صلحا اور جدید تعلیم یافتہ رجالِ کار نے نوجوانوں پر مشتمل اگلی نسل کے لیے تعلیم و تربیت کا جدید نظام قائم کیا۔ جس کے تحت ایک طرف موبائل کلاسوں کی صورت میں دین اسلام کے بنیادی عقائد، دینی تصورات، افکار، عبادات اور اَخلاق کو جدید لب و لہجے میں عملی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے جیتی جاگتی دینی تعلیمات کے طور پر واضح کیا گیا۔ دوسری طرف باقاعدہ کلاسوں کے ذریعے ایک چار سالہ دینی نصابِ تعلیم مرتب کیا گیا، جو مروّجہ درسِ نظامی کے بہترین نعم البدل کے طور پر دینی مدارس میں رائج کیا گیا، تو اس سے نہایت شان دار نتائج سامنے آئے۔ اسی نصابِ تعلیم کو جدید تعلیم یافتہ گریجویٹ طبقے کے لیے ہفتہ وار نائٹ کلاسز کے ذریعے جاری کیا گیا تو نوجوانوں نے اس میں گہری دلچسپی لی۔ اور اس سے بے انتہا مستفید ہو رہے ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد قطب الاقطاب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے پاکستان کے متعدد سفر کیے۔ لاہور میں صوفی عبدالحمید مرحوم کے ہاں قیام کے موقع پر پاکستان کے متعدد قابل ذکر علما و صلحا حاضر مجلس تھے۔ اچانک حضرتِ اقدس رائے پوری ثانیؒ علما سے مخاطب ہوئے: ''ہمارے بیٹے مولوی سعید احمد آپ حضرات سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ان کی بات غور سے سنیے۔'' اس پر حضرت اقدس سے اشارہ پا کر نوجوان مولانا سعید احمد رائے پوری یوں گویا ہوئے: ''آپ حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام دین کی بہت خدمت کر رہے ہیں۔ جس کے لیے امت آپ کی معترف ہے۔ تاہم دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ آپ حضرات کی محنتوں کا میدان مسجد و مدرسہ اور خانقاہ تک محدود ہے۔ جب کہ سرکاری اور مشنری سکولوں میں زیرِ تعلیم ہماری نئی نسل کا بڑا حصہ آپ کے فیض سے محروم ہے۔ ملک و قوم کے 90 فی صد سے زائد ان نوجوانوں پر مستشرقین اور ان کے متاثرین غلام احمد پرویز اور ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ کام کر رہے ہیں۔ کیا آپ حضرات اس نسل کو انھیں کے رحم و کرم پر چھوڑے رکھیں گے؟ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ اس میدان میں اہلِ حق اپنے حصے کا فرض ادا کریں؟''۔ اس پر مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ اور کچھ وقفے کے بعد آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے سب علما کی طرف سے جو کچھ عرض کیا، وہ کچھ یوں تھا: ''.... حضرت! ہم سے بہت بڑی بھول ہوگئی۔ ایک بہت بڑا اور اہم میدان نظر انداز ہوگیا۔ ہم جنگِ آزادی اور باطل فرقوں کے سلسلے میں لگے رہے اور دشمن نے ہماری اگلی نسل کو ہم سے دور کر دیا۔ آج جب کہ ہم سب بوڑھے ہو چکے تو ایسے نئے اور بڑے، لیکن نہایت ضروری کام کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں رہے۔ ایسے مہتمّ بالشان کام کے لیے عزیزی مولوی سعید احمد صاحب جیسے نوجوان کے کندھے ہی موزوں ہیں۔ حضرت اقدس سے ہم سب یہی التجا کرتے ہیں کہ وہ انھی (مولوی سعید احمد) کے لیے خصوصی دعا فرمائیں کہ وہ اس عظیم کام کا ذمہ لیں اور اس کو کامیابی سے پورا کریں......''

اس پر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے سب اہل مجلس کی معیت میں خصوصی دعا فرمائی۔ اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ مارچ 1967ء میں آپ نے دینی و عصری علوم کے طلبا پر مشتمل جمعیت طلبا اسلام پاکستان قائم کی۔ جس کا تسلسل آج تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی پاکستان، شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن پاکستان، ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور، نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان کے تحت جاری تعلیمی و تربیتی اداروں اور ان کے ذیلی اور ریجنل کیمپسز کی صورت میں ملک بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ جہاں مسٹر اور مُلاّ کی تقسیم کو ختم کر کے ہر نوجوان کو امتِ محمدیہ کا ذمہ دار اور قیمتی فرد بنایا جاتا ہے اور قومی و ملّی اجتماعیت کے شعور کے ساتھ خدمتِ انسانیت کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

آج جب کہ مغربی استعمار کی سازشوں کے تحت مسلم نوجوانوں کو جذباتیت کی آگ میں جلا کر تشدد اور دہشت گردی پر اُکسانے والے سیاسی مذہب کار ہر طرف سرگرمِ عمل ہیں، ایسے میں خانقاہِ عالیہ رائے پور کے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے رجالِ کار کی ایسی کھیپ تیار کی ہے، جو طریقت میں کامل، شریعت میں ماہر اور سیاسی شعور سے بہرہ ور ہے اور وطنِ عزیز کی نئی نسل کے سلگتے ہوئے مسائل کو تشدد کی سوچ سے ہٹ کر قرآن و سنت، تعاملِ صحابہؓ اور ولی اللّٰہی جماعت کے اصول و منہج پر حل کرنے کا تربیتی نظام وضع کرنے کی محنت کر رہی ہے۔ بلاشبہ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کی یہ محنت رنگ لائی ہے اور آپ اپنے شیخ اور مربی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی طرف سے سونپے گئے فرض کو بحسن و خوبی مکمل کر کے سرخرو رہے ہیں۔ ہم سب، کہ اُن کی روحانی اولاد ہیں، آج ان کے بغیر خود کو تنہا اور بے سہارا محسوس کر رہے ہیں۔

rahimia.org

حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی یاد میں

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب
(شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالا)

(حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہٗ العالی کا یہ مضمون روزنامہ اسلام کی اشاعت مؤرخہ 8/اکتوبر 2012ء اور ماہنامہ ''الشریعہ'' گوجرانوالا میں شائع ہوا ہے۔ قارئین رحیمیہ کے لیے اسے یہاں اُن کے شکریے کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ مدیر)

گزشتہ روز حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات حسرتِ آیات پر تعزیت کے لیے ان کے قائم کردہ ادارہ رحیمیہ لاہور میں حاضری اور ان کی قبر پر فاتحہ خوانی کا موقع ملا۔ جمعیت اہل سنت ضلع گوجرانوالا کے صدر حاجی عثمان عمر ہاشمی اور مولانا محمد اشرف فاروقی میرے ہمراہ تھے۔ مولانا مفتی عبدالخالق آزاد، مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی اور دیگر حضرات واحباب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی وفات پر ان سے تعزیت کی، کچھ دیر مولانا رائے پوریؒ کی شخصیت اور دینی خدمات کے حوالے سے گفتگو ہوتی رہی اور نمازِ ظہر وہیں ادا کرنے کے بعد ہم نے وہاں سے واپسی کی۔

مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے ساتھ میرا رابطہ سب سے پہلے 1967ء میں ہوا، جب دینی مدارس اور کالجوں کے طلبا پر مشتمل ایک مشترکہ طالب علم تنظیم ''جمعیت طلبا اسلام پاکستان'' کے نام سے وجود میں آئی۔ سرگودھا اور لاہور کے ساتھ ساتھ گوجرانوالا بھی اس تنظیم کی سرگرمیوں کے ابتدائی مراکز میں سے تھا۔ گوجرانوالا میں ہمارے ایک استاذِ محترم مولانا عزیز الرحمنؒ، میاں محمد عارف اور راقم الحروف اس کے لیے متحرک تھے، جب کہ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ جمعیت طلبا اسلام کی تنظیم وتوسیع کے لیے مسلسل سرگرمِ عمل تھے۔ حضرت مولانا محمد اجمل خاںؒ اور حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کے ساتھ وہ بھی جے ٹی آئی کے سرپرست کے طور پر متعارف تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جے ٹی آئی کو شہر شہر اور قصبہ قصبہ منظم کرنے اور طلبا کی ذہن سازی میں ان کا کردار سب سے زیادہ نمایاں رہا۔ ہمارا یہ رابطہ اور اشتراکِ کار جمعیت طلبا اسلام کے بعد جمعیت علمائے اسلام میں بھی سال ہا سال تک جاری رہا اور ہم نے متعدد دینی تحریکات میں اکٹھے کام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح کم وبیش ایک عشرے تک فکری، سیاسی اور تحریکی رفاقت کے بعد جب جمعیت طلبائے اسلام دو حصوں میں بٹ گئی تو ہم دو الگ الگ کیمپوں میں شمار ہونے لگے، لیکن باہمی ملاقاتوں اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ چلتا رہا۔ بعض مسائل پر اختلافِ رائے کے باوجود ہماری دوستی اور باہمی احترام ومودّت میں کوئی فرق نہ آیا۔ حتیٰ کہ گزشتہ سال کے دوران وہ گوجرانوالا میں اپنے عقیدت مندوں کے پاس ایک دو روز کے لیے تشریف لائے تو میں نے ان سے ملاقات کی اور تھوڑی دیر کے لیے ''الشریعہ اکادمی'' میں تشریف لانے کی درخواست کی۔ جمعیت اہل سنت ضلع گوجرانوالا کے ضلعی صدر حاجی عثمان عمر ہاشمی بھی اس ملاقات میں میرے ساتھ تھے۔ حضرت مولانا رائے پوریؒ، مولانا مفتی عبدالخالق آزاد اور دیگر احباب کے ہمراہ اکادمی میں تشریف لائے۔ ایک مختصر سی نشست ہوئی، جس میں مولانا مفتی عبدالخالق آزاد نے گفتگو کی اور پھر دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوگئی۔ مولانا رائے پوری کے ساتھ یہ ملاقات آخری ثابت ہوئی اور پھر ان کی زندگی میں ان سے ملاقات کا کوئی موقع نہ بن سکا۔

جماعتی، تنظیمی اور تحریکی تعارف سے ہٹ کر ان کا اصل تعارف رائے پور کی خانقاہِ رحیمیہ کے حوالے سے تھا کہ وہ خانقاہِ رائے پور شریف کے مسند نشین حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند اور رفیق کار (اور جانشین) تھے۔ رائے پور کی خانقاہ برصغیر پاک وہند و بنگلا دیش میں روحانی اور فکری اثر ورسوخ رکھنے والی خانقاہوں میں ایک نمایاں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور تحریکِ آزادی میں اس کا مستقل کردار ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے رفقائے کار میں سے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے تحریکِ آزادی کے لیے جو تانا بانا بُنا تھا، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اس نظم کے اہم رکن تھے اور مالٹا کی اسارت سے رہائی کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ضعف و علالت کے باوجود تحریکِ آزادی کو نیا رنگ دینے کی جو طرح ڈالی تھی، رائے پور کی خانقاہ کا اس میں بھی حصہ ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے تشدد اور عسکریت کی پالیسی کو خیر باد کہہ کر عدمِ تشدد کو اپنی نئی جدوجہد کی اساس بنایا اور سیاسی وفکری تربیت سازی کو برصغیر میں علمائے حق کی جدوجہد کے نئے دور کا سب سے بڑا ہتھیار قرار دیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے قرآنی تعلیمات کے عام سطح پر فروغ، مختلف طبقات اور علمی حلقوں کے درمیان اختلاف کو کم کرنے اور دینی مدارس اور یونیورسٹیوں کے فضلا وطلبا کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کو اپنی جدوجہد کے اہم اہداف بتایا اور پھر اس رُخ پر جب کام شروع ہوا تو مفکرِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے دہلی میں ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کے عنوان سے فکری تربیتی مرکز کی بنیاد رکھی، جو حالات وزمانہ کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی متعدد فکری مراکز کی شکل اختیار کرگئی۔ اس پروگرام کے مطابق علما اور کالجوں کے فضلا کی ذہن سازی میں جہاں بہت سے دیگر اکابر علمائے کرام کی محنت تاریخ کا حصہ ہے، وہاں رائے پور کی خانقاہِ رحیمیہ کے مسند نشین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی شخصیت بھی ایک نمایاں حصہ رکھتی ہے۔ یہ اللہ والے بظاہر متحرک نظر نہیں آتے اور اسٹیج پر خطابت کے جوہر نہیں دکھاتے، لیکن ان کی خاموش مجالس، قلب وذہن کے کیفیات کو اپنے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اکسیر کا کام دیتی ہیں۔ ماضی قریب میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ آف کندیاں شریف کے بارے میں بعض لوگ کہتے تھے کہ وہ بولتے نہیں ہیں اور کسی عمومی مجلس میں خطاب نہیں کرتے، لیکن تحریکِ تحفظ ختم نبوت کے سب سے بڑے قائد شمار ہوتے ہیں۔ میں ان سے عرض کیا کرتا تھا کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد کی خاموشی بڑے بڑے خطبا کی خطابت پر بھاری ہے اور ان کی خاموش مجالس بڑی بڑی کانفرنسوں سے زیادہ اثر رکھتی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی زیارت کا شرف مجھے حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی ان کی کسی مجلس سے فیض یاب ہوسکا ہوں، لیکن مجھے بخوبی اندازہ ہے کہ ان کی مجالس کا رنگ کیسا ہوتا ہوگا اور ان کی توجہات اور چھوٹے چھوٹے جملے کس طرح ذہن وقلب کی دنیا کو بدل دیتے ہوں گے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ائے پوریؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا تذکرہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے اور کچھ انھیں دیکھنے والوں سے سنا ہے، لیکن حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ کی زیارت ومجلس سے کئی بار فیض یاب ہوا ہوں اور ان کے روحانی فیض سے حظ اٹھایا ہے۔ ان کی خدمت میں جب حاضری ہوتی تو ان کے فرزند وجانشین مولانا سعید احمد رائے پوریؒ سے بھی ملاقات ہوتی تھی۔ مختلف مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا تھا اور اختلافِ رائے کے باوجود تبادلہ خیالات کا یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ (بقیہ صفحہ 11 پر)

rahimia.org

مولانا سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا

محمد فاروق قریشی، کراچی

(جمعیت طلبا اسلام کے سابق رہنما اور معروف کالم نگار جناب محمد فاروق قریشی کا یہ کالم ''بساطِ خیال'' کے عنوان سے روز نامہ ''اسلام'' کی اشاعت مؤرخہ 28/ستمبر 2012ء میں شائع ہوا۔ اُن کے شکریے کے ساتھ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ مدیر)

مولانا سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی راہی ملک بقا ہوئے۔ إنّا للّٰہ و إنّا إلیہ راجعون

بدھ 26/ستمبر کو دو پہر لاہور سے انتقال کی خبر ملی تو دل کو دھچکا لگا اور دم بخود ہو کر رہ گیا کہ یا خدا! ابھی کتنے سانحات اور کیسے کیسے صدمے دیکھنے اور برداشت کرنا ہیں۔ طبعی کمزوری اور طویل مسافت نے نمازِ جنازہ میں شرکت سے مجبور و محروم رکھا۔ تاہم ان کی یادوں سے وابستہ چراغ، ذہن کے طاقچوں میں ایک ایک کر کے روشن ہوتے چلے گئے ؎

اِک اِک کرکے ہوئے جاتے ہیں تارے روشن
میری منزل کی طرف تیرے قدم آتے ہیں

کتابِ ماضی کے اوراق کھلنا شروع ہوئے تو صفحۂ اول پر 1970ء کا سن نمایاں تھا۔ یعنی ان سے تعلق خاطر کی عمر بھی بلوغت کی منزل سے آگے جا چکی ہے۔ یعنی محض ایک دو برس کا معاملہ نہیں، چار دہائیوں سے زائد کا قصہ پارینہ ہے۔ اکتوبر 1969ء میں جمعیت طلبا اسلام کی تشکیل کے بعد یہ طالب علم اسلامیہ کالج خانیوال کا پہلا ناظم تھا۔ اور 1970ء کے اوئل میں مرکزی دفتر 56- میکلوڈ روڈ جانا ہوا تو وہاں ہم عمر طلبا کے ہجوم میں سانولی رنگ کے سرو قد عالم دین کو دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوئی۔ طلبا عقیدت و مودّت کے سانچے میں ڈھلے موصوف کے گرد ہالہ کیے بیٹھے اور آں محترم انتہائی بے تکلفی اور رچاؤ کے ساتھ محبوبیت میں انفرادی توجہ کے ساتھ امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی علیہ الرحمہ کے سوانح و افکار کے بارے میں اظہارِ خیال فرما رہے تھے۔ پہلے پہل تو یہ منظر ہمیں حیرت انگیز لگا اور ان کی عالمانہ استدلال سے مرصع گفتگو، جو عام طالبِ علم کی ذہنی استعداد سے خاصی بلندی تھی، بڑی تعجب خیز محسوس ہوئی، لیکن ان کا طرزِ تکلم ہر طالبِ علم کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

مرکزی ناظم عمومی سید مطلوب علی زیدی (جو اِن دنوں خاصے علیل ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے) نے تعارف کرایا کہ: حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری ہمارے سرپرست ہیں۔ قطبِ دوراں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا عبد العزیز رائے پوری آف سرگودھا کے خلف الرشید و جانشین ہیں۔ میں تو ان کے تعارف کے بعد خاص سہم گیا، لیکن مولانا کی شفقت ارزانی نے خاصا بے تکلف کر دیا۔ مولانا کا زیادہ تر وقت لاہور ہی میں گزرتا۔ سرگودھا جانا خال خال ہی رہتا کہ ان کی تمام تر توجہ سلسلے کے متوسلین اور مریدین اور خصوصاً طلبا کی نظریاتی تربیت اور تشکیلِ کردار پر مرکوز رہتی۔

مولانا سعید احمد رائے پوری رحمہ اللہ کے والد بزرگوار اور شیخ و مربی مولانا عبد العزیز (رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) انتہائی نفیس و حسین، زہد و تقویٰ کے اعلیٰ مدارج پر فائز، گم تھلہ کے معزز راجپوت گھرانے کے چشم و چراغ تھے، لیکن اپنے شیخ حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری سے نسبت اور بے پناہ محبت کے باوصف ''رائے پوری'' کہلائے۔ جس طرح مولانا احتشام الحق تھانوی علیہ الرحمہ ''کیرانوی'' کی بجائے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے محبت و تعلق اور نسبت کے اعزاز کی بنا پر ''تھانوی'' معروف ہوئے۔ حضرت مولانا عبد العزیز رائے پوری رحمہ اللہ یگانۂ روزگار ہستی تھے۔ زہد و ورع اور علم و عمل میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ الحمد للہ! ان کی خدمت میں سرگودھا حاضری کا شرف ہمیں بھی حاصل ہے۔ کیا خوب انسان تھے۔ روایاتِ سلف کے امین اور بزرگانِ دیوبند و رائے پور کی عظمتوں کا نشان تھے۔ خانقاہ میں موجود ہر شخص کے کردار و احوال کی جزئیات کو نظر میں رکھتے ہوئے احسن طریق پر اصلاح کا عمل جاری رکھتے۔

رات کے کھانے پر بیٹھے تو یہ ناکارہ آلتی پالتی کے انداز میں بیٹھ گیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ہدایت کی کہ ''کھانے کے وقت یہ انداز خلافِ ادب ہے اور سنت کے مطابق دو زانو یا ایک گھٹنا اٹھا کر بیٹھنا چاہیے۔'' میں شرمندہ ہوا اور فوراً حالت بدلی، لیکن معاً خیال آیا کہ حضرت خود اسی طرح بیٹھے ہیں اور ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں۔ معاً ارشاد ہوا کہ: ''بھائی! ہم عمر رسیدہ اور گھٹنوں سے مجبور ہیں، اس لیے معذور ہیں، اس باب میں ہمارا اتباع ضروری نہیں۔'' کھانے کے نظم میں ایک پلیٹ سالن دو افراد کے حساب سے لگائی گئیں۔ اتفاق سے ایک ساتھی نے پلیٹ میں آلو کو لقمے سے توڑ دیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: ''ایک سے زائد افراد مل کر کھانا کھائیں تو سالن کے برتن میں آلو وغیرہ توڑنا خلافِ ادب ہے۔ روٹی پر رکھ کر توڑنا چاہیے۔ مبادا دوسرا شریک کراہت محسوس کرے۔ مشترکہ عمل میں ایک دوسرے کی طبیعت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔'' وہ مبارک چہرے اور نورانی ہستیاں اب کہاں دیکھنے کو باقی ہیں۔ جدھر دیکھو، سناٹا ہے یا اندھیرا۔ مرتضیٰ برلاس نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

انسان نہیں ہے کوئی بھی، سائے ضرور ہیں
منظر ہر ایک شہر میں، ویرانیوں کا ہے

1972ء میں جمعیت طلبا اسلام کراچی کے صدر، ازاں بعد مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی حیثیت سے عموماً لاہور جانا ہوتا تو مولانا سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عنایاتِ بے پایاں اور معلوماتِ فراواں سے نہال ہونا مقدر ہوتا۔ دفتر میں ملک کے اطراف سے آئے ہر ایک کارکن کی ذہن سازی گویا ان کا فریضہ بن گئی تھی۔ نو جوانوں میں انقلابی سوچ کو پروان چڑھانا شب و روز کا معمول تھا۔

جمعیت طلبا اسلام پاکستان کو مولانا سعید احمد علیہ الرحمہ ایسے بالغ نظر اور زاہدِ شب زندہ دار صاحب بصیرت کی مربیانہ شفقت کے ساتھ ساتھ حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ درخواستی، مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود، بطل حریت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد اجمل خان رحمہم اللہ اور دیگر علمائے کبار کی سرپرستی حاصل تھی۔ بزرگانِ اُمت کی شفقت و عنایت، سرپرستی اور دعائے نیم شبی نے جمعیت طلبا اسلام کو بامِ عروج پر پہنچا دیا تھا اور ملک کا کوئی تعلیمی ادارہ ایسا نہ تھا، جہاں اس کی تنظیم نہ ہو۔

1975ء کا آخر یا غالباً 1976ء کے اوائل کی بات ہے کہ تنظیمی اختلاف کے نتیجے میں حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری علیہ الرحمہ اور چند سرکردہ احباب جمعیت سے علاحدہ ہو گئے۔ اس سانحے کے بعد جمعیت طلبا اسلام نے تنظیم نو کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا اور مولانا سعید احمد رائے پوری نے اپنی تمام تر توجہ فکرِ شاہ ولی اللہ کی ترویج و اشاعت پر مرتکز کر دی۔ ان کے فکر و عمل سے اختلاف بھی کیا گیا، لیکن وہ اپنی دھن میں مگن رہے۔ تعلق خاطر کے باوجود ان

سے اتفاق ممکن نہ ہوسکا، لیکن مولانا کے احترام اور اپنے احبابِ دیرینہ کی محبت سے دل کبھی خالی نہ رہا۔ جب کبھی لاہور جانا ہوتا یا وہ کراچی تشریف لاتے تو شرفِ ملاقات کی سبیل نکل آتی۔

گزشتہ دسمبر میں شیخ الہند سیمینار میں شرکت کے لیے لاہور گیا تو ادارہ رحیمیہ میں مولانا اور دیگر رفقا سے ملاقات ہوئی تو محسوس ہوا کہ ان کی علاحدگی کے سانحے میں بھی خیر کا پہلو مضمر تھا کہ ایک شان دار ادارہ وجود میں آیا، جس سے سینکڑوں نوجوان فیض یاب ہو رہے ہیں۔ تربیتی و اشاعتی سرگرمیاں بطریق احسن اور مسلسل جاری ہیں۔ برادرم حافظ محمد طاہر کو برسوں بعد دیکھا تو بہت اچھا لگا۔ ان سے معلوم ہوا کہ محترم سید مطلوب علی زیدی ایک حادثے کی نتیجے میں معذوری کی بنا پر جماعتی سرگرمیوں سے علاحدہ ہوکر راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ اسلام آباد کے سفر سے واپسی کے بعد اکرام القادری صاحب، مولانا محبوب الرحمٰن قریشی اور مفتی محمد زاہد شاہ کی ہمراہی میں ملاقات کی تو ان کی آنکھوں کی چمک اور دل کی بے تابی بہت کچھ بتا رہی تھی۔ دیکھتے ہی باغ باغ ہوگئے۔ بے ساختہ ذوق کا شعر زباں پر آگیا ؎

اے ذوق کسی ہم دم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

آج مولاناؒ کے انتقال کی خبر دل پر بجلی بن کر گری ہے۔ اختلاف و اتفاق کے سلسلے تو زندگی کا خاصا ہیں، لیکن المیہ یہ کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار سے مرصع اہل علم سے دنیا خالی ہوتی جا رہی ہے۔ مولانا کی خوش کلامی اور شب و روز کی نشستیں دماغ میں ہلکولے لے رہی ہیں۔ ذہن کے دریچے وا ہونے لگے ہیں اور ماضی کے دھندلکوں میں گم ہوگیا ہوں۔ کوئی ایک واقعہ ہو تو بیان کروں۔ کوئی ایک بات ہو تو عرض کروں۔ یادوں کا چمن مہک رہا ہے اور ان کی بے ساختہ صدا یہی ہے کہ رب العزت مولانا کو اپنی بہترین رحمتوں سے نوازتے ہوئے اعلیٰ علیین میں سرفراز فرمائے۔ دل کی تمنائیں اور خواہشات تصور پر حاوی نہیں ہوتیں۔ اللہ ہی ہر حکمت کا جاننے والا اور بہتر کارساز ہے ؎

حق مغفرت کرے ، عجب آزاد مرد تھا

(بقیہ: ''(حضرت) مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی یاد میں'')

مجھ سے متعدد دوستوں نے ان کی زندگی میں ہمارے باہمی اختلافِ رائے کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ: اس اختلاف کا عقیدے و مسلک سے تعلق نہیں تھا، بلکہ بعض سیاسی، معاشی اور تحریکی مسائل کی تعبیرات و تشریحات میں ہمارا زاویۂ نگاہ مختلف تھا، جواَب بھی مختلف ہے، لیکن یہ نظری اور فکری اختلاف ہے، مسلکی اختلافات اور نظری و فکری اختلافات کے الگ الگ دائرہ کا فرق اب زیادہ تر ملحوظ نہیں رہا اور جس طرح ہم نے فقہی معاملات میں حق و باطل، خطا و صواب اور اولیٰ و غیر اولیٰ کے دائروں کو گڈمڈ کر رکھا ہے، اسی طرح فکری اور اعتقادی دائروں کا فرق بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے۔

بہرحال حضرت مولانا سعید احمدؒ رائے پوری ہجری لحاظ سے کم و بیش نوے برس اس جہانِ رنگ و بو میں گزار کر خالق حقیقی کے حضور پیش ہو چکے ہیں اور ان کے رفقائے کار، خصوصاً ان کے جانشین مولانا مفتی عبدالخالق آزاد ان کے قائم کردہ روحانی و فکری مرکز ادارہ رحیمیہ (لاہور) میں ان کی جدوجہد اور مشن کی مرکزیت کو قائم رکھنے کی سعی میں مصروف ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور ان کے پس ماندگان، رفقا اور متوسلین کو حوصلہ و استقامت کے ساتھ ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یا رب العالمین!

تعزیتی تأثرات اور پیغامات

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

(درجِ ذیل تأثراتی پیغام حضرت مولانا محمد ارشد صاحب چیف امام جامع مسجد ہانگ کانگ نے ارسال کیا ہے۔ جو اِن دنوں حج اور عمرہ کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے تھے۔ مدینہ منورہ سے انھوں نے اپنا یہ تأثراتی پیغام ارسال کیا۔)

دو برس قبل یہی مقدس (حرم نبوی کی) زمین تھی جہاں ہم نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ سے آخری شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔ مسجد نبوی کے قریب میں حضرت اپنے معتمد اور خادم خاص مولانا مفتی عبدالخالق آزاد اور پروفیسر ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن و دیگر تنظیمی احباب کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ سے ملاقات ہوئی تو اس طرح محبت و پیار سے گلے لگایا اور شفقت اور محبت سے اپنے قریب بٹھایا، جیسے کوئی برسوں سے بچھڑا ہوا اپنا عزیز ملتا ہے۔ یہی وہ خوبی تھی جس نے مجھے آج سے کوئی پچیس برس قبل سرگودھا میں قائم خانقاہ رائے پور میں حضرتؒ کا گرویدہ بنا دیا تھا، جب میں پروفیسر مولانا محمد ناصر بن محمد یوسف (جھنگ) __ جو اس وقت جامعہ خیر المدارس ملتان میں زیر تعلیم تھے __ کے ساتھ فیصل آباد سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا۔ اس وقت بھی حضرت نے اپنے گدی نشین ہونے یا عام تنظیمی رہنما کے لیڈرانہ مزاج سے ہٹ کر اپنا ایک منفرد تربیتی انداز و اُسلوب اپنایا ہوا تھا۔ نوجوان آپ کا خصوصی مخاطب ہوتا تھا۔ باصلاحیت نوجوان کی ذہن سازی اور فکری تربیت کرنے میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ خوشامدی یا تعریفی جملوں سے دور رہتے ہوئے اپنے پاس آئے ہوئے نوجوان کی صلاحیتوں کو بھانپ کر ان سے مصروف گفتگو ہو جاتے۔ نوجوان کو ملک و ملت کا سرمایہ کہتے اور اس کی قدر فرماتے۔ سادگی، حسن تخاطب اور مسکراتے چہرے کے ساتھ ہر ایک سے اس انداز سے ملتے کہ وہ سمجھتا کہ حضرت تو بس میرے ہی ہیں۔

مجھے اس کے بعد بھی بارہا شرفِ ملاقات میسر آیا اور راولپنڈی قیام کے دوران تو غریب خانہ پہ بھی تشریف آوری کا شرف بخشا، مگر مدینۃ النبیؐ میں مسجد نبوی میں ملاقات ہوئی تو آپ ویل چیئر پر تھے۔ داڑھی میں دودھ کی سی سفیدی اور چہرے کی نورانیت نے وجاہت میں بے پناہ اضافہ کیا ہوا تھا۔ میں نے درخواست کر ڈالی کہ حضرت! میرے ساتھ ہانگ کانگ کے مسلمانوں کا ایک وفد حج کی ادائیگی کے لیے یہاں آیا ہوا ہے، اگر تھوڑا سا وقت مرحمت فرما دیں تو اس وفد کو آپ کی نصیحتیں اور دعائیہ کلمات سے فائدہ پہنچے گا۔ آپ نے باوجود ضعف کے فوراً ہی اس درخواست کو قبول فرما لیا اور اگلے دن ہی ہمارے ہوٹل میں تشریف لے آئے اور مفتی سعید الرحمٰن صاحب کو بیان کرنے کا حکم دیا۔ چناں چہ انھوں نے خطاب فرمایا اور حضرت اقدس نے خود دعا فرمائی۔ آپ کی زیارت اور دعا سے ہمارے ساتھ آئے احباب پر خاصا اثر ہوا اور اس پورے سفر حج میں حضرت کا تذکرہ خیر چلتا رہا۔

آج پھر مسجد نبوی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور مسجد کے قدیم صحن میں بیٹھ کر حضرت اقدس رائے پوریؒ کو متلاشی نظروں سے دیکھ رہا ہوں مگر پھر خیال آتا ہے کہ وہ حسین لمحات پھر شاید نہ مل پائیں گے۔ حضرت تو داغ مفارقت دے گئے مگر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی یادیں اور فکر زندگی بھر کے لیے دے گئے۔ اللہ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپؒ کے مشن اور فکرِ ولی اللّٰہی کی تحریک کو منزل مقصود نصیب فرمائے۔ آمین

محمد ارشد چیف امام ہانگ کانگ نزیل مسجد نبوی مدینہ منورہ 27 ذیقعدہ 1433ہجری

Monthly RAHIMIA Lahore LRL 466 CPL No. 59

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کے وصال پر اُن کے جانشین کے نام مہتمم دارالعلوم دیو بند کا تعزیتی مکتوبِ گرامی

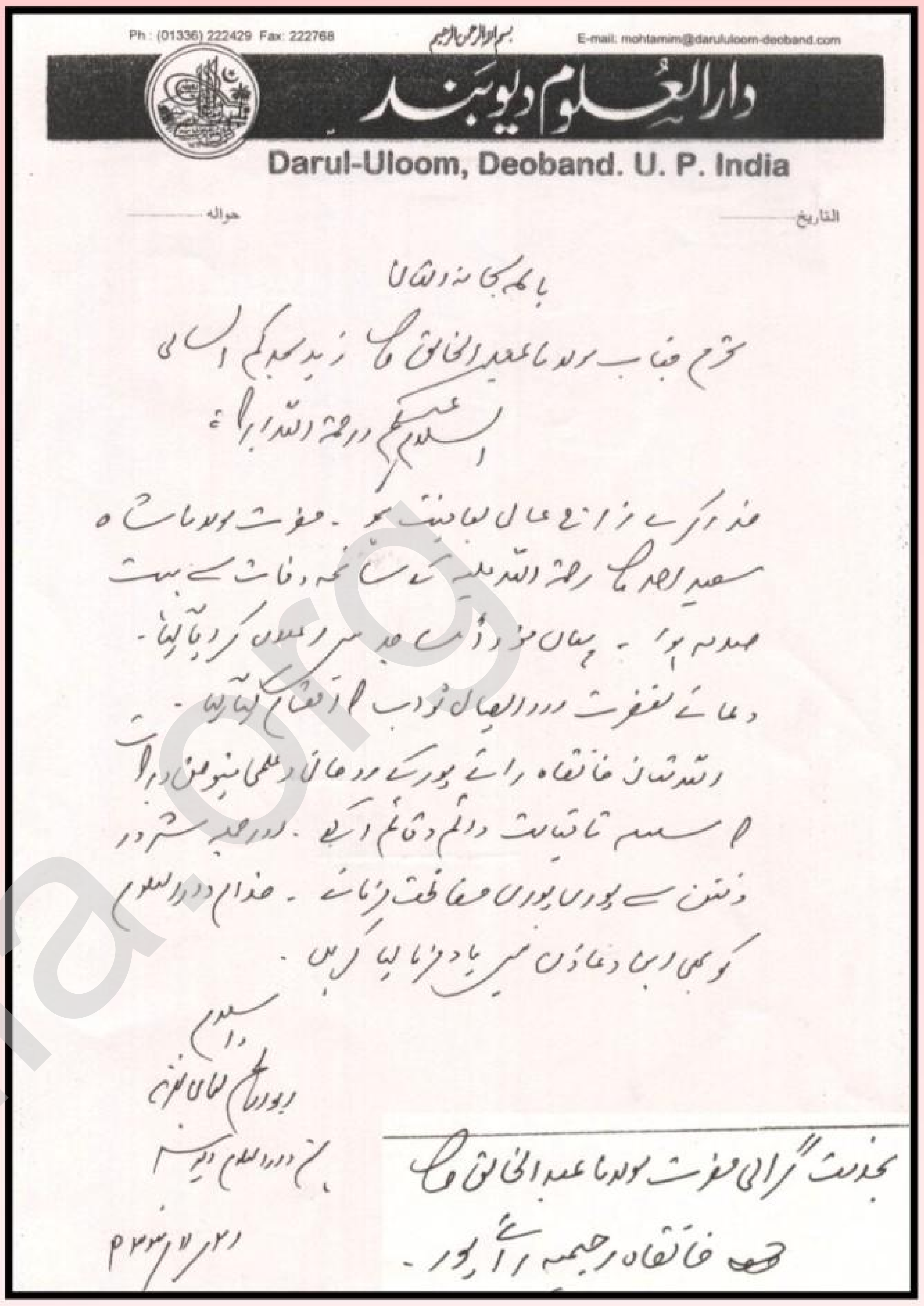
Ph : (01336) 222429 Fax: 222768
بسم اللہ الرحمن الرحیم
E-mail: mohtamim@darululoom-deoband.com
دارالعلوم دیوبند
Darul-Uloom, Deoband. U. P. India
التاریخ
حوالہ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ محترم جناب مولانا عبدالخالق صاحب زید مجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے مزاجِ عالی بعافیت ہو۔ حضرت مولانا شاہ سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ وفات سے بہت صدمہ ہوا۔ یہاں فوراً مساجد میں اعلان کردیا گیا۔ دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ خانقاہِ رائے پور کے روحانی و علمی فیوض و برکات کا سلسلہ تا قیامت دائم و قائم رکھے۔ اور جملہ شرور وفتن سے پوری پوری حفاظت فرمائے۔ خدامِ دارالعلوم کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمالیا کریں۔ والسلام ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ مہتمم دارالعلوم دیو بند ۳۳/۱۱/۲۱ھ

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از جناب مفتی عبدالغنی قاسمی شعبہ دارالافتاء ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

براہِ راست سوالات پوچھنے کے لیے رابطہ کریں: 0321-4431184

سوال (1) زید نے مرض الموت میں اپنی جائیداد کا 1/4 حصہ چھوٹے بیٹے کی تعلیم کے لیے اس کو ہبہ کردیا اور تین روز بعد زید کا اسی مرض میں انتقال ہوگیا۔ زید کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں اور ایک بیوہ زندہ ہیں۔ کیا زید کی وراثت میں سے 1/4 حصہ چھوٹے بیٹے کو بطورِ ہبہ دیا جائے گا یا نہیں؟ اور کیا وہ چھوٹا بیٹا بقیہ وراثت میں بھی حق دار ہے یا نہیں؟

جواب: مرض الموت میں ہبہ وصیت کا حکم رکھتا ہے اور شرعاً وارث کے لیے وصیت درست نہیں۔ اس لیے چھوٹے بیٹے کو بھی دیگر برادران کے برابر ترکے میں سے حصے ملے گا اور ہبہ کالعدم شمار ہوگا۔

سوال (2): خالد اور آصف کے درمیان نفع اور نقصان کی بنیاد پر مضاربہ کا معاہدہ ہوا۔ آصف نے خالد کو پندرہ لاکھ روپے کا مال اس کی قیمت کا تعین کرکے سپرد کیا اور یہ طے پایا کہ خالد اس مال کو فروخت کرے گا اور اس کا نفع فریقین کے مابین نصف نصف کیا جائے گا۔ چناں چہ خالد نے اس مال کو ایک دوکان میں رکھ کر فروخت کرنا شروع کردیا اور پبلسٹی کے لیے اشتہار دیے اور کام کے لیے ایک دو تنخواہ دار ملازمین رکھے اور مال کا ایک حصہ فروخت کرنے کے بعد کچھ اور مال بھی آصف کی اجازت سے خریدا۔ اب نفع کی تقسیم کے وقت خالد دوکان کا کرایہ، ملازمین کی تنخواہ اور پبلسٹی کے اخراجات آصف پر ڈالنا چاہتا ہے۔ جب کہ آصف کا مؤقف یہ ہے کہ یہ تمام اخراجات مشترکہ نفع میں سے پہلے ادا ہوں گے اور اس کے بعد معاہدے کے مطابق نفع دونوں کے درمیان تقسیم ہونا چاہیے۔

جواب: مذکورہ صورت میں دوکان کا کرایہ، پبلسٹی کے اخراجات اور ملازمین کے اخراجات مشترکہ نفع میں سے ادا کیے جائیں۔ اس کے بعد حاصل ہونے والا نفع فریقین کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

سوال (3): امام صاحب نے ایک مقتدی سے ناراض ہوکر یہ کہا: ''آئندہ میرے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔'' کیا اگر مقتدی اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست ہوجائے گی؟

جواب: امام صاحب کا مقتدی کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا درست نہیں۔ چناں چہ مقتدی امام صاحب کے منع کرنے کے باوجود ان کے پیچھے نماز پڑھ لے تو درست ہوجائے گی۔ امام صاحب کی اجازت اور رضامندی کی ضرورت نہیں۔

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی (بورے والا)
حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا عبدالقادر دین پوری (بہاولنگر)
حضرت مولانا رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان)
محترم سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
محترم حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)
محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
محترم سید خالد ریاض بخاری (واہ کینٹ)
حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکارپور)
حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
محترم قاری محمد ایاز جدون (مانسہرہ)

پرچہ ہر ماہ کی 3 اور 4 تاریخ کو ارسال کردیا جاتا ہے۔
ممبرشپ کی رقومات کی ترسیل بنام ''رحیمیہ لاہور'' میزان بینک قرطبہ چوک برانچ لاہور اکاؤنٹ نمبر: 0219-0100328009 پر کریں!

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ، لاہور سے جاری کیا۔